



ناولٹ

"اے ہیوو! چیزی بوا کی کرا ری پات دار
تو از پورے آنکن میں گونج ری تھی۔

"اے ہیوو! کیا سری بھندہ ہوئیں؟ یا انکوں میں
تلڈا لے جی ہو سب کیا سب"

"وہ یو یوں کو پکار رہی ہیں اور میں کسی کی یوی
نکتہ"

"کہی بدیہ ائے جاری ہے اونڈیا؟"
انہوں نے کبھی میں نہ آنے پر چشمہ درست
کرتے ہوئے نو لیا چاہی۔ ایسے معالمات میں شیری
سے زیاد مددگار بھلا کون ثابت ہوتا — کھیڑ
اسکرین پر نظریں جائے ہوئے اس نے بوا کی ابھن
رعن کر لے۔

"آپی کہہ رہی ہیں کہ انسوں۔ وہ کسی کی یوی
نکتہ"

اس کی بات کو سیاہی بیان میں بدلتے۔ داد کے طور
پر کشید نے گھور کے اسے دکھا۔ چیزی بوا کی
پیٹے ہوئے بینہ رہی تھیں۔

"سیاٹ کتے ہیں لڑکی اپنے منہ سے برمائیں" بل
کمبو، قرب قیامت ہے۔"

"بوا! آپ کے زانے میں سیانے بہت ہوتے
تھے"

"ائے اور کہ جا!"
اور تو اور کوئے بھی سیانے ہوتے تھے۔ سیاہ کوا

اپکے زمانے میں ہی کمھی تھی تھی ہا۔"

"چپر رہو شیری!" صفورا نے گمرا کے اپنے

"اے ہیوو! چیزی بوا کی کرا ری پات دار
تو از پورے آنکن میں گونج ری تھی۔

"اے ہیوو! کیا سری بھندہ ہوئیں؟ یا انکوں میں
تلڈا لے جی ہو سب کیا سب"

"وہ یو یوں کو پکار رہی ہیں اور میں کسی کی یوی
نکتہ"

صفورا ابھی کریںدھی کرتے ہیں تھیں برا سا
منہ بڑا کے انہوں نیخیں اور برابر بھی کشید کو بھی
نموداری۔

سپت کو ختم کرایا، جو انجانے میں جائزی، اکی دمچی رُج پاتھر کو بخدا تھا۔ مبنی ان کا زمانہ "اگر" رُج دکھنی ڈائی اگر نہ تھنہنیں تک اس زمانے کے قیدے اور دکھنے سنتے ہوئے ان سب کے سر پورے کی طرزِ دعمنے اگر باتاتے۔

کہا۔ بکھرے بل سینتی بترے سے انھوں نیشیں۔

دہشتِ نجات کیلیں زلاحتا۔ اب نظریہ: آربا تھا۔

بھاڑ سامنہ کھولیں کے جملے سبزے بیٹھے تھے۔

بندھے ہوئے نباہول میں باخوہ ذال کے سمجھاتے

ہوئے سُکتی سے کھنی بولی اور چاہیڈا اوس میں ازتے۔

بے ڈھنکے پن سے چلتے ہوئے واشِ روم کی جتباہی۔

بیاں کی تک سخت ہپنڈیدہ: ظلموں سے اس کی

حرکات دستیات کا مشاہدہ خامبوٹی سے کروی تھیں۔

غمراہو کے چلی گھیت کر چلنے والی منہوس آوازلن کا

ضبط و رُنی۔

"اے بینے کیانی کی طعنے بعد ر بھدر ر چلتی

ہے اور گوزاری پیاشت بھر کی یعنی پغسار ہی ہے۔

کمردا۔ اے چیخ کر چیخ سے ساری اور کو

چنہ می ہہل ہے اسی لیے کہتی ہوں ملیں پستی: ہو ہلی

بیان لف اگا کے پہنچتی ہیں ورنہ رہی کہنے ہی

نہیک۔ میں تمارے پہنچ لانے کے پہنچے کوڑتی

نہم کے نہیں۔ فوجھرے کی طرح چیخ چیخ جلوے

ہیں۔

"نساء نے پچھے سے کچھ کر یعنی پچھے کرنے

کی۔ شش آئے۔

"اے دمغورا! لر بان تو دکھو، اے پچھے سب

میں۔

کہا۔ نے بھلی کی موجودگی میں اس تھہر۔

تھت ہماری مجموعیں کی۔ دھیت بھی مسکراتا۔

ہے۔ اپنے ہمیں من عقد۔

چھوڑیے بولی۔ یہ بتائیں آپ نے شام کی چاہے

نمغنا۔ ان ہا جنین تھے مزان پہنچتے بناتے

ہوئے پوچھا۔

"اے لو میزین! اسمبلن سے پوچھ رہا ہے کہ میر

پیا نہیں۔ اے بیوی! مجیب: سورہ بخاری تھے یہی میر

میں۔ ورنہ بھرچنگاڑی کی طعنے سب موئے پڑے رجہ

جس۔ عمر کا وقت نیک ہو چلا ہے جوکے بھائیوں کے

آنکھیں سی خدا کے حضور نماز پڑھنے کے لیے تو بڑے

بیکن پھیڑو۔"

"اکیا کروں بیا، کم بخت بلذ پریشر کی دوا۔ اے

کے نیزد ضرور آتی سے ورنہ آپ جانتی ہیں۔

اور کشمکش بھی کمال عادی سے دبپر میں سوچنے

کی۔ عمر سے ذرا پسلے تک تو اس کی یونسکو روشنی سے

وایسیں دو اکری تھیں۔ اب اند الشد کر کے پڑھائی سے

جان چھوٹی ہے تو میں نے بھی چھوٹ دے دی کہ پڑھ

نیزدیں پوری کر لے۔"

انہوں نے تفصیل سے اس پون مخفہ کی نیزد کی

صفائی پیش کی جسے وندرا خاطر میں نہ لائیں۔

"نادیں خراب کرنے میں تو تم ہیش سے پیش

پیش رہیں صورا! چاہے تو ساس سسرہوں، میال، دو،

پنچراولاد۔"

انہوں نے باخوہ ہاکے بے زاری سے کہا۔

"نارت، دو اسکی پڑھائی۔ جس کے پچھے لزک

بائیں سے اوپر کی بولی اور نیزدوری کی نیزدوری منہ بھر

کے برانگ لیا اس نے اوبتاو بھا۔ کوئی کسرہ بھی

نہیں۔ فوجھرے کی طرح چیخ چیخ جلوے ہیں۔

"نساء نے پچھے سے کچھ کر یعنی پچھے کرنے

کی۔ شش آئے۔

"اے دمغورا! لر بان تو دکھو، اے پچھے سب

میں۔

کہا۔ نے بھلی کی موجودگی میں اس تھہر۔

زمانہ تھا، لزکی بان سے اوپر بولی تھیں خاندان بھر میں

ڈھن کا میں جو گنی اور هزار سر مرقعے بھیجے جانے لگے

اب اگر نتاویں سے جلن چھوٹ مگنی ہے اس کی دکول

عمر دی سکھا۔ کھرداری، دوڑ کی باتیں لیں لیں اے

انھیں بخیج، بونے چالنے کا، ہند بھی سکھا ہے۔ کیا

نمغنا۔ ان ہا جنین تھے مزان پہنچتے بناتے

ہیں جائے گئے۔ انہوں نے اپنے سب تھمہ بیا۔ کمر صورا کے پڑھتے باخوہ ہوئے۔ میں کمری ساس ایتھے ہوئے گئیں۔

"میال، اس تمارے چریوں میں منہنی گھنی ہے کیا؟ جس نہار کھعنی ایا اکرام۔" انہوں نے سیری کو بھی جھوڈا۔

"کھو رکھ تو پڑھ ہی آئیں ہوگے۔ ملشاہ اندھے کیسا پنور ہو رہا ہے چھوڑ۔"

اکب، چوتھے آئیں ہمیں نہیں۔ وہ سراہن لکن کی طواہی تھیں کیا باقی بخیج مہد، ہائے مسکراتے ہوئے سنا کر تھیں، اس لیے کم از کم اس کے سامنے وہ اس کی تریفیں ہی کیا کر تھیں۔

"یہ دو تمارین منہ ہے، بے؛ ہمیکی، کچھ الموار اس کے بھی درست کرو۔ بخداں تو فرش ہے تمارا۔" "کون کشمکھا؟ تو تو خود بہت کھجور دار ہے پو۔"

"اے پرے بناؤ۔" انہوں نے ہاک پڑھائی۔ "خاک کھجور دار سب اب یک دیکھ اونچنہ بھر سے اس میوئے غسل خانے میں بندے ہے، میں نے یہیں سے اخھایا تو کیا خبر اندر نہ نہیں دیا جو کیا پا اکڑوں پیشی اور گھری ہی تو گھجھر بہے۔"

وہ اور آج کے گھنکیں۔

"اپنے منہ سے پر انگ رہی تھی۔ دکھرا دو رہی تھی، فریادیں کر رہی تھیں کہ غربت رہی ہے، اکبیں تک کسی کی بیوی نہیں۔"

"نہیں بیوی، اگرچہ بوا بانداز خاسا پرونوں تھا، لیکن وہ یعنی کرنے میں متکل تھی۔ کشمکش سے ان دو ساہیں خاصی دستی تو پھیل گھنی اس کی اور اتنا توہ اپنی بند کو جانتی ہی تھی۔

"۲۔ تو کیا میں سفید چونڈا لیے چھوٹ کی کاک نہیں بھوپوں گی؟ وہ براہن سیں اتنے میں باخوہ ذرا دوڑا، دھڑے دھڑے گھلائے۔ اپنے دھیان میں بخیج براہن جھنکیں جاتا تھا میں پکڑے کٹے سے چاٹے چنکیں۔

"نارت، تو، ماں کریا، میرا چکن کا، کورا کرنا، بے نہیں بخیج، بونے چالنے کا، ہند بھی سکھا ہے۔ کیا

بھاڑ سامنہ کھولیں کے جمالی ایتھے ہے، باخوہ رہ کئے آئیں اونچیں گونہ تھی آنکھیں باریں۔ یہ کر کھاتی ہے نیشیں پھیلانے کے لیے چوتھے ہے، ڈھنکیں باریں کی طعنے سیزدہ تھیں۔

انہوں کی طرفیں کے ہائے کرے اخاءے اندر تھیں، اس پر چھپے ہوئے۔ گھر صورا کے ذرا ازدیک کھسک کے دن میں میں چھوڑ کر تھے۔

"میں چپ ہو گئی، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تماری میساجزیاں کے اوسافت سب شارب ہو گئے۔" ہائے کھوکھے کے سامنے بیٹھی کی بد غاذیات کا جنپھ جانشیں کر رہا چاہیے۔

لکن کے اس قول غفورا نے بد مزگی سے سر پا یا۔ ان میں بیٹھی کی شادی کے دسال بندھ بھی ساس بخیں صفات پیدا نہیں ہو سکی تھیں۔ اس بات کا پتھریں باؤ کو بڑا تھا۔ ان کی سیاں اند بھی مہ و بیش یہ سال بعہی ہوئی تھیں۔ اس سے پسلے دے اسندھ اور لہو کی شادی کی آئی تھیں۔ یہاں کے شادی کے سلے اور ایک اب شادی کے بعد رہ کر تھیں۔ تقریباً اتنے ہی عرصہ قیام کا رہا، اس بار بھی تھا۔ اکبیں توہنے بھر بھی نہیں، دو اخاءے۔

"منا کمال بے بسو؟" "اپنے دار بھی کیا سکھیں رہا ہے۔"

"بہوں تو جاگ میرا جب بی شہزادی نیزد نہیں ورنہ میں تو شمن بار جھانک میں تمہارے کمرے ہیں۔ توہنے کیا نولاوی نیزد ہے دوٹونے میں ہی نہ آری تھیں۔"

"لزکیا کرے بے چاری۔" غفورا نے بہو پڑھ کرنے سے بچا۔

"رات بھر بچہ جمکئے رکھتا ہے، اب توہر میں بھی نیزد بوری نہ کرے توکما کرے غریب۔"

"میں تو پسلے ہی کھکھتی ہوں بیوی۔ توہنے کا میں اپنی مثل آپ ہو۔"

"پسلے غماز پڑھ تو، چائے بھائی میں جاری، دوبار:

ضوری ہو گئے۔ جبکہ وہ کہتے گئے وہی بھی ہو گئے۔
بڑھاوس۔ ”
وہ ابھی اپنی دلیں پار میثے گزارے آرہی تھیں۔ جملہ ہے میں کہتے گئے وہی بھی ہو گئے۔
ایں لیے کم از کم یہاں یادداشت دعویٰ ہیں دستے سکتے جذبات میں اگر انہوں نے بات کرہی تو یہ
دفات میں شاید کہ شکر اتفاق کی بات کہ تین
اسی وقت یہاں بھی اندر افغانیوں میں پل کے جولن ہوا
ہے۔ ایسا ادب، اگرچہ پچھے۔ کیون نہ ہو، آخر اس
بندی کی تربیت ہے۔“
غفور راجہ کوچھ راضی ہو گئی۔ نزیدہ کا پوچھنے
بغیر اس کے سیاق و سبق کو جانے کو خوشی سے نہیں
بوسیں۔

”بیٹھی رہو۔“ موناہو، پتوں پھلوں تی خوش کر
دیا۔ اتنی بڑی بڑی داری میرے سرے سروال کے تھے پہندا
کہ فرنی زبان کامی بواہی میں مانتے ہو، ملے اپنا
بزرگ جانتے ہو۔“
وہ چادر کے پاؤ سے اپنی فرم آنکھیں صاف کرنے
لگیں۔ کمالہ بے بکی کے گھرے احسان کے
ساتھ دعے سے بینہ پر گرچھی تھی۔ اور اب چت
لئیں چھٹت کی جانب ہو گئی کی پنجے کو عموداً پوچھی
سے ہو ہے ہوئے ہیں۔“
”ہیں اور یہ بھی گھرہوں میں کہ سرید احمد خان کے
کلاس فلورہ چکے ہیں۔ مجھے نہیں جانا ولی خانیوال،
شانیوال۔ اگر لاہور میں کوئی رشتہ ملتے تو تھیک
ورنہ رہنے والے مجھے میرے حل پر میں آپ لوگوں سے
اتھی دور نہیں جاؤں گے۔“

چنگیزی بواکا نام تو کو اور تھاگر اپنی جملہ خصوصیات
کی وجہ سے اسی اقبال سے جانی اور پھیال جانی تھیں اور
اقبال اپنی کرس نے دیا تھا۔ یہ بھی اب تک پڑتے
تھیں پھل سن۔
”فعیں الدین کے والد کی سب سے چھوٹی بھن
تھیں۔ اپنے اموں زادی کی تھیکرے کی امکنہ تھیں
والے اسی لیے تھیں کاملاً بنا کر رکھتے تھے ہر
دوسم کے بعد پہنچتے ہیں کے دہل سے آتے
نوکرے پھاولوں کے بلور سوچاتے بھیجے جاتے
ان کی تالی اہل نے اپنے لاذے اپنے کی ہوتے کی ہوتے
ضد، ہر، حاملے میں من مالی، دیکھتی ہوں میں کیے تم
اپنی سرفی چھاتی ہو۔ اب تو یہ طے ہے کہ تمہاری
شادی کے سلے میں چنگیزی بواکی رائے سب سے ابھی
ہو گئی۔ کسی بھی لڑکے کو دیکھنے کے لیے ان کا جانا

ہیں خداوند کی خوشی ہو۔ اسی طرح ان کا مل بدلتا ہو۔“
غورابیکی ہن ساچھنیں غمڈا بوا کے خلاف کیتے
بھر کے بیٹھی تھیں۔ میال کی باہل پر آئے میں آنسو بھر
ساتھ لگوئیں تھیں اسی میں اور وہ بھی شلیک بے پا نہیں
میاں کلیے مشورہ بلا خغمغوار کے مل کوئا۔

”بلی یہ صحیح ربے ہا۔ ایسے معاملوں میں کوئی
بزرگ کا ہونا ضروری ہے۔ میں صحیح ہی رشیدن کو فائز
کر کے بلواتی ہوں۔“
انہوں نے رشتے کرانے والی کا نام لیا۔

نہیں نہیں نہیں
”اس چشت کو کیوں رقعہ بھیجا، خاندان میں کیا
کیتے میں بھی یہ انتی ہوں ہی ان کا شیشے سامان
ہے۔ یعنی یہ کیا ہے کہ وہ سامنے نہ جانے ایسا
کیا ہوا ہے کہ یہ بھی پر اتر آتی ہے۔ ایک رت
پکڑیں وہ پھوری تی نہیں۔ یادداشت بھی جواب دے
کی سبھے اپنے تھے ہیں بعض بالوں پر۔“

”بچوں کو احسان کرنا چاہیے۔ سر جعل، آپ کو
چبے برا و کوئی معموقیت دے دین۔ ان کا دھیان
ہمارے کے“
”آپ کے درپری کے تین اونٹے کیا ہوئے؟“
”ایک تو آنچھے سل پلے نہ میں ذوب کے ختم ہو گیا
تحابا گیا، وہی کیا ہے آپ کو یاد نہیں، کیسی افسوس
ہاں اور جوان جمل موت ہمی۔“

”تو وہا سرے نہ؟“
”اپنی اپنی یو یوں کو پیارے ہو چکے یہ واقعات
بھی کم افسوس ہاں اور جوان جمل۔“
”شیری نے اعتماد دیا،“ گر غفورانے اس کے شانے پر
ایک ہلگا کے مزدہ بولنے سے باز رکھا۔
”میں ڈھنکی معموقیت کا کہہ رہا ہوں۔“

”پہلیاں بوجھنے میں اگدال یا اخباری میتے آگے
ڈھیر کر دل کر لونا، بیشمی محل کر لیتی ہو۔“
”اوٹے“ تک آک انہوں مرتے ہوئے
”ان کے دامن پر آنکل ہر وقت کمالہ می
بھومن کے سوار ہے۔“

”اے فون۔ ایسی کیا آفت آن روزی جو سب نے
لڑکے بیاد ادا لے جو الی ھاگے جارتی تھی۔“
”لڑکا کے بانیکری ایسی کیا کہہ رہا ہے جو لڑکے
وہ ایسا طلب ہے۔“
”لڑکا کے بانیکری ایسی کیا کہہ رہا ہے جو لڑکے بیاد کے
وقت بھی کوئی سوا۔ سڑو برس کے ہوں گے یعنی میری
کشیدہ سے کوئی میں با میں برس بڑے کشیدہ
کے انقاراں کیا ہے اپنے لڑکے بوزھے کر لیتے؟“
”نہیں کہہ رہیں۔“ صحیح دلت نے تیر
”نیزہ کا پا ہاکی بہت والا ہے۔ کو تو اس سے بات

چیز کے ہنسل کے غلط میں گونہ کے بھیجا کر دیں۔
شاندی سکی نے اپنے کلو نمی بھیلیوں اور جیزوں
کے گروہ کی اصلی رفتار پر کمی ہو۔ ہر دن
تین کی بمیں منہن کی لائی سے بھی رہ سکی۔ ابھی سلوانا
برس کی تھی قذار، بھول زادہ تعلیم حاصل کرنے کی غرض
سے ودیت جانے لگئے۔ انہوں جاتب سے بزرگوں
نے طے کیا کہ جانے سے پہلے بیخ کا فرض ادا
ہو گئے تھے۔ برخود دار دل جا کے بھی خود کو ایک
بندھن میں پنهن گھیوں گریں۔ شلوٹ تھا چار سل
بعد اپنکی آغور کمی تھی۔

بس گزرتے دفت نے للن کے مزاں کے پنڈی اور بھی سخت کر دیا تھا۔ یہ بہت ہی تو بھی جس سل کی پانچت پنجی سے عمر بھرنے لوگی اور ہم رہنے کر دیا تھا۔ یہ صد ہی تو بھی اپنا گھر پسند نے آیا ہوئی تھیں۔ برحالے پنے ان کی صد کو ایک نیا درے دیا تھا۔ اب اس بہت دھرمی میں ”بالک ہر جملکے ٹھیک تھی۔ سب للن کی عزت کرتے تھے، ان کے

سب لن کی عزت کرتے تھے، ان کے بے نہ
سے وجود کو عززہ بھی رکھتے تھے لیکن نبی پوداں کی اڑی
میں بچکانہ ضدوں پر الجھنے لگی تھی۔ ابھی پچھلے دنور
ر حیم تیا کے نواسے کی شلوٹی پر انہوں نے کیا کم تباہ
کیا تھا۔ یوں تو ہر شادی بیا وہ ان کا مینہ بھرپکے ہوا
لازی سمجھا جاتا تھا لیکن ایک تو ر حیم تیا کے نواسے
کی شلوٹی آتا "فاما" طے ہوئی تھی۔ دوسرے انہی
دنوں مقصود آئی کی جھوٹی بیٹی کے ہاں ولادت متوجہ
تھی اور جو نکار بوا کا قیام لئے دنوں مقصود آئی کے ہاں
تحا اس لیے انہیں یہ قطعی مناسبہ محسوس ہوا کہ وہ
ایسے وقت میں دبیل سے نکلیں۔ اور مقصود آئی کے
بھائی سنا فرمائے تھے۔

بُن یوپس سے بروڈ وے پریدا بُوکے اوسرا رحیم تایا کے بُل تقریب میں شرکت کرنے کی غرض سے ملک روان ہوئے۔ رحیم تایا کے سب سے چھوٹے بیٹے انہیں لینے آئے تھے انہی کی بدایت سارے راستے دو تو جو نگہ ہوئے سو ہوئے بوائے میں شلوٹی والے دن پہنچ کر بنگار کھرا کر دیا۔ انہیں غزوی لباس پرندہ آپا تھا۔

”ہٹاؤ پرے“ رحیم الدین کی ہونے والی بہوار شلوٹ کے بن ایسے تھا بڑجھو لے کپڑے پہنے گی؟“
”ون سے کپڑے بواب؟“
رحیم تماں کی سوالہ پولی فوراً ”کالی پنسل سنبھول کے بیخونی۔ اسے بوا سے نئے نئے الفاظ نوت کرنے کا شوق تھا۔

نہ چیز کے دنباش نہ ربے کے بلوغ و نبیۃ الکل نہیں تھی۔ صرف تھکنہ مل دین میں نہیں، ان کے درجہ تھے بتتے اور بحال بچے کمی اُسیں اسکی طرح عزیز رفتتے خوب مل اکا ہوا تعالیٰ کا نہ فلانہ اندیشہ، نہ سے وادو تمن میتھے ہر کسی کے بھل رہتیں۔ وہیں پر تھا فاف اور تھے کپڑے سے لہنا ہا و تمن۔

”اے موئے یہی۔ جھابر جھولے“
”ن دچھی ہجھ۔“ وہ یعنی سوپنے کی اور بوا نے
ایک کراری ہپاس کے سر پر لگائی۔

”عنین! میں کیا ہے ساتھ کی کمیل ہوں جو نہ اپنے کرنی ہے؟“
 ”اے!“
 ”بیس کرہ دیا میں نے شابان الہائی اپنا بے رنگ
 خیس ہو گا۔ سرخ ہو دکھتا ہوا۔ یا پھر آشیں نکالیں۔
 میا یہ بھی کوئی دلنوں کے پتے والا رنگ بے پنجھا
 خروزے کا سارنگ یہ تو بُشن ہر کمزیں پتے گی۔
 ابھی کے ابھی دسراب جو زا لے کر تو۔“

”بوا۔ بوا یہ لہذا ایک لاکھ پندرہ ہزار کا ہے۔“
وہ لہاکی والد نے چار گلے افسوس سمجھانے کی اپنی اسی
کوشش کرنے لگیں۔ بوا کرنٹ کما کے اچھیں۔
”بوا! اندھا ایک لاکھ پندرہ ہزار تک کروائیں! بوا! اسی
کمالی؟ جا کے زر دوزی کے منہ پارو یہ چھمڑا سالنگہ
— مواہاگوں کے ساتھ چینکا ہوا۔ — چاد میرے ساتھ
دوسرے لے کے آتے ہیں۔“

”نبو! بڑی بڑی بو تیکس میں ایسا نہیں ہوا۔ تم کے آرڈر دے کر اپنے اشیاں یہ ذریس دہن کے تاب کاہنے والیا ہے سو، اسے واپس کیوں لیں گے؟“
”متواسی کو رنگ ادا۔“ نیما مشورہ دیا۔
کچھ کچھ نہیں ملے۔

”چھوڑو پھر انہی کو زمارے جھلکتے ہیں۔“
 ”ایسا نہیں ہو سکتا ہا! اندکے واسطے اس وقت یہ
 خند چھوڑ دیں۔ بارات نشانے کو تیار کھڑی ہے خداخوا:
 کی بد مرگی بوسکی۔ دیسے بھی اس لباس کے ساتھ چھیز
 چھاڑ کرنے والوں کو بھی اراہا ہو گھ۔“
 ”ٹولی وہ گیوں؟ اس کی میاکی دمرگی خرچ بولی ہے
 اس پر؟“
 ”یہ لباس دلسون نے خود پسند کیا تھا بزرے ارماںوں
 کے ساتھ۔“

"اے لو۔ نیاد سویز اندرے اند میر کیا کی عزیز
کر لے۔ یہ دن اپنے سے پہنچ میں مر کیوں نہ ہی۔"
ورقت سے کرنے لگیں۔

اس وقت ڈاکوں نے بیچ میں پر لبریزی سکس سے
معاملہ نہ عنڈا کیا اور وہ عروی لباس بدلتے سے باز رہیں
مگر ساری بحراں دلتے دلتے سے نکلتی رہیں۔
تفصیل۔ کھود ران اسی نے یونی بلن سے کہہ دیا۔

کمیں فلی تے اٹھیں۔ ”
شناختو ہیوئی میں امہیں ان امہیں خیانت ہے پر فی
ایوال بس خوبی پنہ دے بندے وہ بھی ہوئے واقع
سامانی کندھے سے تند عالمگیر اکے اور فی بے
اس کی ناٹس پچھلائیں گے تے ایا ہو کوئی امکان نہ ہے جیا
و اکرتا ہے یہ وہ اکامیں سے پیچے ہووا۔ ”
بال تھوڑی خیانتی کی روانہ ہوئے صیاح نہ رفتا
کی بات کس کے سامنے کرنی ہے اور صغیر اکرم
کی بات پہ کچھ تماری تھیں ڈائیا نالہ بھکنی نہ تھی۔

وہ بہو ابھی آپ پریشان کیوں ہو رہیں ہیں۔ ”بُرہ
میں ریلیکس کرنا چاہا۔
بات تھی پریشانی کی تھے۔ اب حرمہ میرے منہ سے
مشت نکل گیا۔ اب حرمہ بارے اپنے نجی نواکو پڑا
دیا تھا کہ کشمکش کا عالم ان کے پڑھ۔ انہوں نے
تو بزرگ جانتے ہوئے الجوئی کی غرض سے کہا تو
ان اب وہ تم سے کوئی سوارتے پر لگائے خود یہ کہا تھا۔
زانجام دیتے کل نگروں میں تھیں۔ رشیدن سے سر
درزے نجات کیا صرسپر ہو رہی ہے۔“

"وہ تیس بھی ایجنی نوجانے سے رہیں۔ وہ ہر بار ماتحت ہی: دوں گے"

"ان کے ہوتے ہوئے، رابوٹا نہ بوتا ایک بڑا نہ
در جانے کی ذیمت تو بعد میں آئے گی۔ دیکھو کہ پہنچے
آنے والوں کی کیا درگت بنتی ہے خاہر ہے پہنچ لڑک
والے ہی کشمکش کو دیکھنے آئیں گے اور زیادا۔ ان کی
نتیجید سے نیچ پائے وہ تمیر، اپنے بیس مدبوگریں
لے۔"

”انکرہ ادا بکھن اباد میں امی۔ انہن کے
اہمیاں آئرتے ہیں رشدمن کو بابا کے سمجھا رہتے ہیں
اجھی کچھ عرصے تک وہ کسی کو رشتے کی نیت نہ تھے۔
لاگے بیبا زیادہ زور دیں تو کہہ دے فی الحال ہمیں
ڈھنگ کا رشتہ نظر میں میں تھے۔“
اس نے انیں رافت میں مفتول رائے وی تھی جو

معلوم کے مطابق ابھی پہنچا گھر
جن میں ملتے رہتے ہیں۔ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ دھرے
بیٹیاں ہیں۔ وہ بعد نیس رشیدن کا قبول والا برقد
رکارڈ ہے لئے ان کے میں ایک بار جو رشتہ آئے۔ اگر
تو گھٹ پکڑ لیتا ہے۔ وہ بھلان کی لڑکی ایک بار،
لینے کے بعد آپ کے ہیں کیوں آتے۔

رشیدن بالائی صاف گوئی۔ مغورا تلمذ اُنہیں
چپ رہیں۔ شیری کو سالان لینے دو زایا۔ اُنہیں کو کامران
ماں کے ساتھ لے گیا اُنہیں اور گھر کی سجادت و غیرہ کو
لے۔ خود بچن میں حاصل ہیں۔

"سیرے لے لیا حکم ہے؟ کوئی کام ہے تو تائیں۔"
کشمکش پکن کے دروازے پکھری پوچھ رہی تھی۔
مغورا نے پلت کے اسے دیکھا۔ اپر سے یونچے اُنکے
جانزوں لیا اور سنجیدگی سے کرنے لگیں۔

"تم خود تو جو دے لو، ہی بہت ہے۔ جاؤ جا کے
مکمل درست کرو، حلیہ سنوارو۔"

تہ تہ تہ
نہ کوایے کشمکش۔ کو دیکھنے آرہے تھے میر
میں افران غرض کا مہل تھا، کیونکہ رشیدن نے صبح دس
بجے فن کر کے بتایا تھا ان کی شام پانچ بجے آندہ کے
پڑے میں مغورا کو بیک کراحت اس لاماڑیں۔
اگر اُنکم ایک آدمی دن پتے تو بتائیں، یہ کیا طرف
ہوا؟" تہ
مرے آپا تم تو زور نہیں ایک تجھا سوچو اور
سباٹیں سنو۔" ایسا کیا احسان کر دیتمنے؟"

"لے جائیں وہیں۔ گل پر سول ہزار پر
آجائے۔" "موجی" ایسے ہی آجائے۔ دیکھ معاہد کی پڑی
بیٹیاں ہیں۔ چار بیاہ چکے۔ آخری پڑی بیٹی اور انہیں
رکارڈ ہے لئے ان کے میں ایک بار جو رشتہ آئے۔ اگر
تو گھٹ پکڑ لیتا ہے۔ وہ بھلان کی لڑکی ایک بار،
لینے کے بعد آپ کے ہیں کیوں آتے۔

رشیدن بالائی صاف گوئی۔ مغورا تلمذ اُنہیں
چپ رہیں۔ شیری کو سالان لینے دو زایا۔ اُنہیں کو کامران
ماں کے ساتھ لے گیا اُنہیں اور گھر کی سجادت و غیرہ کو
لے۔ خود بچن میں حاصل ہیں۔

"سیرے لے لیا حکم ہے؟ کوئی کام ہے تو تائیں۔"
کشمکش پکن کے دروازے پکھری پوچھ رہی تھی۔
مغورا نے پلت کے اسے دیکھا۔ اپر سے یونچے اُنکے
جانزوں لیا اور سنجیدگی سے کرنے لگیں۔

"تم خود تو جو دے لو، ہی بہت ہے۔ جاؤ جا کے
مکمل درست کرو، حلیہ سنوارو۔"

مکمل درست کرو؟ کیا بوابے میری مکمل کو؟"
اسے حقیقتاً "ٹھیک پڑی۔ اس عمر کی ہر لڑکی کی
طرح اسے بھی اپنے بارے میں اچھی خاصی خوش نہیں
لا جائی تھی مگر اپنی انzel لاپرواں کی وجہ سے وہ اپنا اتنا خیال
نمیں رکھتی تھی جتنا اس کی عمر کی لڑکیں رکھتی تھیں۔
اسی لے مغورا کو بڑک کراحت اس دلامڑا۔

نہ کوایے دھرو۔" چھو کیسا بے روشن، ہو رہا ہے، کوئی
نوکا آزماؤ لڑکیں سو سو نئے آزمائیں ہیں۔ جاؤ جا کے
کوئی کرو نہیں تو ماں سے پوچھ لو۔ وہ آئے دن کھیرے
نہ لہ پٹیں کے تی رہتی بہ منہ پ۔"

لیں پڑ برسے ٹھیں۔ اونچے کے تار بھی بل
جائیں، یہ تو میرے پاں ہیں جسے چارے "یہ کروں۔
باتیں مثالی باریں کریں۔"
"اتھی زور سے کچھیں گی تو ابے کے تار بھی بل
جائیں، یہ تو میرے پاں ہیں جسے چارے "یہ کروں۔
بپ کے چوتھا میں یہ درجن غل نہ ہوں، شکن
نہیں ہوں۔ اس لئے اس کے گوندھریں ہوں چہ
چہ بچتے کب سے پاے سے تھے، تیل کی پوری کنوری
انڈیاں تھیں، روچے فکر کر رکھے ہیں۔" اتنے تیل سے تو
لیں پڑ برسے ٹھیں۔ اونچے کیا کیا کیا
کشمکش۔ کی مگر دن یوں انہیں ہوئی تھی جیسے چوتھا
لیتا ہے۔ بھی مغورا کشمکش۔ کو تم بے خوف و خطر
میرے حوالے کرو۔ میں اسے دیکھنے میں
چندے آفات ہندے مانتا ہاں؛ اول آپ۔"
کشمکش کو غش آنے لگئے اس کی غیرزوالی حالت
سے بلدیوں کی چھٹی میں گھم کر آئیں میں اپنی صورت دیکھ
سے کسر بے نیاز چکیزی بواں کا ہاتھ تھام کے اس کا

"خدا کا نام لے اونچے۔ رہماں سے میرا کیا
لیتا ہے۔ بھی مغورا کشمکش۔ کو تم بے خوف و خطر
کر کمی۔" بس آپ نے کشمکش میں ہی بیٹھا
لی پیاں تھا، قسم اقسام سے ایسا موقع باہم آنے پر خوشی
سے جنم بھومن گیا اور اونچی جھوٹتے ہوئے بتانے لگا۔
آپ سے نہیں مجھ سے کہہ رہیا ہیں کہ اس

کوئی سی ایک چینہ بنا دا سیس۔“
وہ افسوسیں کرتی نہیں مگر جنہیں منت بعد اسی تجزیٰ
سے دو بات چمن میں باشیں ہوئیں۔ ہر دوں مہینوں سے
مشدود ہیں آرہی تھیں۔ بوانے روک دیا۔
”بہ وابد رپی فانے کی خبر دو۔ فین تملہ آورہ ورنے کو
ہے۔ تحداد و مقدار سب برصغیر و مکن کرو۔ فین المکی
جیسم عورتیں نہ کبھی دیکھیں نہ شیش انہیں دیکھ کے
ایسے بول ائمے کہ رکائیں لایا۔“
وہ جس تجزیٰ سے آئی تھیں، اسی تجزیٰ سے والپیں
گئیں۔ ماں چھٹے سمجھتے ہوئے ان کے پیٹھے پیچے
ڈراستک روم میں باشیں ہوئی اور ایک نظرداشت ہیں بوا
کے متوازن انداز سمجھیں میں آگئا۔ آئنے والا سرمهیں:

خواہیں جو بعد ادار میں چجھے تھیں، منٹھنگ غمروں کی تھیں
محمر حیرت انکیز طور پر ایک ہی سائز کی۔ مہشہ اندہ
ڈرائیکٹ روم بھرا بھرالگ رباتھا۔
”جی اللہ کا بڑا فضل ہے۔ باروبار خوب تسلیا پہ ہے
۔ ہم بڑے کھاتے ہیئے لوگ ہیں۔“
خالون سربراہ خراور اسارتی کے لئے جلے تاثر
کے ساتھ کر رہی تھیں۔ غفوراً نے تو من کرمانت
سے سریا دیا۔ مگر رواکی زبان حسینہ نہ سکی۔

”مگر انوالے سے رشتہ لے کر آئیں ہوں۔“
رشیدن نے بڑے فخر سے بتایا ”مگر صفور اکامن لئے
گیا۔“
”چھپا چھپا ہی نہیں لاہور والوں کی محنت چہ انتراش
تما۔ مگر انوالہ تو یوں بھی پہلوانوں کا شر ہے“
”دنیں باہلیں! اب کی ذات برادری کے ہیں ڈارو بار
کے سلسلے میں مگر انوالہ رہتے ہیں۔ ویسے بھی آپ نے
مگر انوالہ کو سمجھ کیا رکھا ہے۔ لاہور سے کم شر میں
ہے وہ۔ ایسے ایسے رہیں اور سیٹھ بستے ہیں۔“
”صبوری کے لئے کے لئے ہیں بڑے بڑے ہائیوں میں
پڑھتے ہیں۔ وہ پہلوانی و فیتو پرالی باقی تھا ہیں۔ اب وہی
پہلوان اور نئے زمانے کا شر ہے۔“

”جی اللہ کا بڑا فضل ہے۔ کبود بار خوب تلقیٰ ہے
ت ۔ ہم بڑے کھاتے میتے لوگ ہیں۔“
خ ذاں سربراہ عجمی اور آئساری کے ملے جلتے تاثر
ج کے ساتھ کہہ رہی تھیں۔ ”غورا“ نے تو سن کر متانت
لا سے سربراہ ایا مگر لو اکی زین چپنہ نہ سکی۔
۴ میں یوں! وہ تو تمہیں دکھ کے لگے سے کہ
کھاتے ہو تو پہلوں میں میتے ہو تو گھریلوں میں۔ مگر
ہماری بیانوں تو چڑیا کی طرح چلتی ہے۔“
”چلیں جی، جو وہ پسند کرتی ہے، ہم وہ پکار دیا کریں گے
اسے۔“ گزر کے کی بھالی نے کہا۔

”ہمارے اپنے بوٹلیں ہیں - پورے ملک میں
ہمارے کے کھانوں کی دھوم ہے۔“
”اے رشیدن، غارت ہو۔“ بوار حاڑیں۔
”یہ کس خانہ میں کارشٹے لے آئی گوڑماری۔“
”آپ ہماری بے عزتی کر رہی ہیں۔“ مسلم
تملا تے ہوتے انہوں کھڑے ہوئے۔ صنو را کے باہم ہیر
چھولی گئے۔ اگرچہ لڑکا ابھی نہیں دیکھا تھا لیکن اس
کے کھروالوں پر ان کا دل کوئی خاص نہیں آ رہا تھا۔
انہیں بھی یہ نہیں لگ رہا تھا کہ کشمکش برشتے ہیں۔

تیل میں چپرے بادل کی گس کے بنائی چھینگی۔ کی دھاریں ماتھے تک بہ رہی تھیں۔ ابھن سف شاف اور اجایا کروایا تھا اس وائیاں اڑوئیں تھیں کرن لگا دیپے پنول کی مدد سے نہودن تھا بواٹھیا نہ بنا۔ کون ساد باری اگر بیوں والا عطر بچاۓ بھر کر اس رہ گیا تھا کہ اس کا لیل چاہ رہا تھا اپنے اور خود فنا تھر بڑھ کر اور چار پھل بھی چڑھا دے۔ کلایوں میں چاند کی چوڑیاں اور مویتے کے جرے۔

"اڑے کیا عنزو کرنے جا رہی ہوں میں جو بچواری سے لاریا سے" بوائی نظر بچا کے دو دش روم مٹس ہمی اور آدم مخت بھی بھر کے نہاتے ہوئے تیل کی چچپا بہت اور عطر کی جلن لیوا مک سے چھنکاڑا حاصل کیا۔ اپنا مرید سا کائن چکن کا سوت پسنا لکھا سا بڑی اپرے کیا اور لب گھوڑا لگا کے بادل کی ڈھلی سی پولی تیل بنانے کے تیار ہو گئی۔ خڑک مانندم کے طورہ اس نے کمرے کو اندر سے لاک کر لیا اماکہ بوائی کے قلم میں یہ تبدیلیاں نہ سکیں۔

کے دو بیانیں ہوتی ہیں۔ اسے اسے درودی سے اس کے شفاف تھے تھے بادل، سمجھنے ملنے کے دو درجن بیس، مل جنہیں گوند میں تھیں کہ جل تیل باقاعدہ اور ابو لگ تھیں کے اور پنچھے تھے اور چکیز خان کی اصل پیشیں دو خوبیں رکھتی تھیں۔

بیس۔ — زاد بانی ریتی آگے بڑھی مغرباً نے بازو سے پڑتے اتنی بلند ضیغما۔

ممل، میں ابھر دیں ابھن متاباً بے طرح طرح کی سوت پتھر کے پتھرا بھی برام کی نہوںی پنچ کی ول، مختبے کے تھکے سورج نہمی کے پنج بیکوں کا عن، بنگل شد اور نہون کاروں۔

"بہبائی تھنہن کی دیگر دم دینی ہے؟" ن اتنی لمبی سوت سن کر دو اس باختہ ہوئی۔

"پتھر کی بیخی رہو۔" دو اس کے چہرے پر ابھن کا پتھر نہیں۔ کھلا۔ وجہ میں سویں اسی پتھنے نہیں۔

"میو، پیز، میرا خیال ہے یہ مجھے سوت نہیں کر رہا۔" میز اسکے میں ری ایکشن ہو رہا۔

نہ ان کی کرنٹ میں کسما رہی ہی می اور ساتھ
 ساتھ مدد طلب نگہوں سے میں دبیں دیکھ رہی تھی
 یعنی وہی نظر نہیں آ رہا تھا۔ سب مصروف تھے
 ”نیوا پلیز۔ پلیز بچش دیں۔ میں دہ۔ دہ بھائی
 سے لے کر اگاہ دل انہوں نے تابے ہاذ ملک۔ دہ بگاہل
 نہ۔“
 دہ کس نہ کسی مل جھانے کی تکمیل نہیں۔
 ”اے ہڈاپرے نہ کندل! جو تم کو داؤں آئے نہ
 تھوپ کے رکھتے ہو۔ میرا تو دفعہ کے ہی جی ات
 جھوپ۔ بے۔ اول نگے ہے جیسے کہیں دیوالی سیتا کچھ درمیں
 دست کر رہی ہو۔“
 ان کے باہل کا جو بھی حشر ہوا ہو، دس پندرہ منٹ
 کی رہنمائی سے جلد ضرور صاف ہو گئی۔ اپنی دافت
 میں اس ہادر سکھار نورا کر کے بوا دیہہ میں رہے
 چڑے دا لے دخانے لیے افسوس تو اس نے اپنے
 کھانہ پانچ بجے ترکونے۔

”رشیدن نہ انحوں سے بھی سمجھ رکھو۔ میاںوالی بیا کسی
بھی لورٹر سے کسی بھی قسم پاکتست نیں۔ میں
اللہ و تعالیٰ نے اپنے ایڈیٹ کے اختراض کر دیں گی سمجھووا۔؟“
”مکری نہ کوئی لے سارے بڑے پڑھے لکھے
اوک ہے۔ ان کی اپنی تیکنی بے وہ کیا کہتے ہیں جائے
ملئے کیا ادا کھا سا ہم پہلی تھا انہوں نے بیں سرا صیف
تیکنی۔“

”جی سر امکس کی۔“
”نگوڑا ایکی تو نہ سمجھے آؤے ہے۔ کیا کمر میں نہیں
بس گھستن بوستن پڑھے ہوئے ہے۔ اگر رہی لفظ تھے ہی نہ پڑے ہیں۔ سیرا مطلباً ببر
اس نیکری میں بتائیا ہے؟“
”سینزی کا سامان دغیرہ۔“
دیے تو یہ لفظ بھی بوکے سر سے گزر گیا تھا اور
نے مزید جملات کا مظاہرہ کرتا ضروری نہ سمجھا
ستانت سے سریادا البتہ یہ لفظ ضرور ذہن نشیکن کرا
سمانوں کے جانے کے بعد شیری سے اس کا مطلب
پوچھا اور پھر سر بر انحصاریا۔
”بایاؤ رشیدن کو۔“ حرام خور کی یہ مجال ایسا

”بلاو رشیدن کو“ — حرام خور کی یہ مجال اپنی
کے لئے یہ رشتہ لائی؟ موبئے بیت الخلا بکا سامنہ
والے ”
ایک غصب تاک صورت حال میں بھی باز کو
کی نہیں آہنی۔ اس سے ضبط کرنا مشکل ہو گیا تو،
چیز کے سارے سے چھپانے لگی۔ دیکھا تو بالکل پیچے
کھڑی کشمکشہ دینہ منہ میں نہونس کرے تو
انہے مقاموں کو روکنے کی جدوجہد میں منسون تھیں
”لیا ہو گیا بوا؟“ کروڑوں کا کارڈ بار کرتے ہیں
آپ بے کئے اعتراض کر رہی ہیں۔ یہ شیری۔ ا
غادت سے یونہی آنکھ لٹانے کی۔
”خدا کی قسم ای! اس بار میں نے کچھ نہیں کیا
سر، نے فوراً ”ضاحیت مشکل“ کا۔

”بُو بُو نے سینزی کا مرطاب پوچھا تھا کہ اس میں کیا سامن بناتا ہے۔ تھے دوسری سیس پتا تھا کہ آپ رشتہ درستہ میں آجھے اور کہہ درستہ۔“

بُو، بُن بات ہے پوں افسے بے رست
کیزے نکلناسیے تو کفران نعمت تے ”
”ہناولی نامہ بندی کوست سکھو۔ بنے کیار کیک
ان میں جو کمپی پڑ رہی ہو۔ اب ہم بیت النداء میں
ذیشل اور لوتھ رخنه والوں کو بینی دیں گے اور مو
”وئی بھی ملتوئے آس فاش۔“

بُونڈل پے بھی نہ ہمارتے ہوئے مسکراہٹ آئیں۔

بخت بھی نہ کمزور نے پایا تھا کہ رشیدن کی آواز ایک پار پھر کا دوں میں پڑی۔ وہ جائے نماز بکاؤنڈ اسٹ گر انھیں اور فوراً اس کے سرخا چینچیں۔

”جب غسل خانے سجائنے بنائے والوں کے رشتے
لا سکتی ہے تو غسل خانے صاف کرنے والوں کے بھی با
سکتی ہے“

میں! آپ نے تو بے کار کی بات پکڑ لی۔ وہی
ساحب نے شکر کر کے اپنی بینی کے لیے لہن اور گول
رشتہ قبول کیا تھا۔ خیر! اب تو میں جو رشتہ لائی: دوں اس
آپ اعتراض کریں گے میں سستیں۔ لڑکا داکنرے۔
”آموا حیوانوں کا ہو گا۔“ بو اس بار اس پر
کرنے کو راغبی نہ تھیں۔

”نمیں جی۔ اتنے بڑے ہسپتال میں ہے اور اس اپنے زاتی کینک بھی بناربا ہے بس تیار سمجھو برباد لگایا تے اس تے۔“

بائزر کے گردالے آئے۔ خامی مختبل لگ
تھے مختبری فیکلی تھی، سالمجھے: بوئے لوگ لگ
تھے را بھینہ کر بھی، خامی نہ نہ کر، سکم۔ ک

تھے۔ بوادھوئندے کے بھی خانی نہ نہیں تھیں۔ کبھی انہیں پسند آئی۔ فتح الدین صاحب کرواایا۔ لڑکے کی ریپوشن باسپیل میں اور حرا شربرہم میں، خاصی اچھی تھی۔ مطمئن ہو کے ان کے بارے پر ان کے گھر گئے۔ لڑکا داکٹر تھا۔ شرکر لحاظ سے خشک مزار جہر گز نہیں تھا۔

بے لے حاظے سے خلک مراج ہر ریں ہا۔
جو نوش محل اور خوش گفتار تھا۔ بو اک تو
بھای۔ بار بار صبورا کے کلن میں کستیں۔
”اپنی کشمکش کو بہت خوش رکھے
تم تھا یہ نیم پھر اکرے گا۔ کیا مزے کی باخ

بے^۱
پول گھنٹا تھا جسے اب انہوں چتھب سے مزدھیں
مشکل نہ رہ سکی جائے کی اور صارکہ سلامت باشور پڑے
کا۔ سب سے زیاد اچھے دانی پھر بیکاری کی دوامی تھی۔

بہس ایک ڈاکٹر کی می سمجھی تھیں میں ۔ اے میں ۔
میں کے ڈاکٹر ہو یا بھائی جو زکے ہے یہ صوراً میں جو زد بورہ
لیے پہنچی رہتی ہے آئے بن ۔ اور اس نو میں اسیں ہزارا
بچہ فتح الدین بے چون اسی نمرس میں کارپڑے
بنتھا ہے ۔ اور سنہی و تو کوئی نہ اس انکی فرمیں بھس
کی بھی سکھی فشاری ڈون بندہ ہو جو سے بے گناہ بقیٰ نہ
ہے ۔ تمداری ڈاکٹر نہیں آزمائیں کے میاں ۔

”فرو ربوائی“ لکن میں نے تو بارہت اپیشافت بولنے سے بھی جائز فرنیشن۔ میں کہتا ہو جسٹ بول۔“

بُول نہیں بُرسن فُزسکن۔ میں دعا ہو جسٹ بول۔
ڈاکٹر موسوی کی بات بُرا ایک آجھے انظار ہیں بُوا کے
لئے پڑا۔ وہ مگر مکر سمجھی اس بُدا تکمیل صوراً کامن ہئے
جیسیں جو نظریں چڑا رہی تھیں مباراً بُوا اس وقت بُکتا

بین: دو سترن پر اربیل میں سنبھالا گیا تھا اور وہ اپنے
بیان کی تشریف طلب نہ کریں۔ انہوں نے تو نہ
پوچھا، واکٹر کی بڑی بُن جو بھائی سے دُنگنا برمی کے
خوش میلان اور بے تکلف تھیں، خود ہی وضاحت
کر زلمی

کرنے لگیں۔
”اُرے بولجی یہ تو عمر توں کا زانکڑے۔“
”ہم بھی تو عمر میں ہیں جیس اور سزاوں کو کیوں نہ
رہے رکھتے سماں؟“

دیجئے میاں؟
”بوا آپ اب بھی خمیں تھے یعنی؟“ غور توں
امراخ کا مابرہ۔ ”خوبما“ بانجھ پن کی یادوں
لیے تو انہ نے اس کے باقی میں وہ شناختی ہے کہ اس
اکٹھوں بھر سے رے اور اڑاؤ تین اس کے پس نا

مکراپنے برا بس سمجھی۔

بے حد — اُسی توبہ — "نپوری بات کرنے کا موضع
لئے بغیر ہی وہ سکھے پستے انہیں نہیں اور معموراً کو بھی
اشارة کیا۔ وہ سلے ہی بے لٹ سے چادر اوزدہ رہی
تھیں۔ ان کے دل کو دھرم بسا گیا، وہ اتحاد کو زدایہ مل بھی

رسالہ "نماز ایسا بھی فرمہ جائے گا کہ غور توں کے
رہے دیکھتے میاں؟" رہے "ہم بھی تو غور نہیں ہیں اور مزید کو کیاں نہیں

”بوا آپ اب جمی ٹھیں جھیں؟ یہ مورنوں نے
امراغن بناہر ہے۔ ”قصہ ما“ باخچہ بن کی تاریخی کے
لیے تو اندھے اس کے باخچہ میں دشناکی ہے کہ جس
پاکستان بھرتے ہے اولاد خواتمیں اس کے ہیں تاریخ اُما
فرش سے آتی ہیں۔ زپتی ہماشگی سے مشتمل یہ
بھروسے۔“

بے حد بھی۔ "توبہ" اُسی توبہ کے نام سے اور مسنواراً کو "توبہ" کے نام سے پہنچنے والے بھائیوں کی توبہ کے نام سے اشارہ کیا۔ وہ پہلے ہی بے دل سے چادر اور زندگی تھیں۔ ان کے دل کو دھرنا سارا گھوڑا تھا کہ زدایہ سارے

اور بھیں مرزا افریانی کا مدرسہ تھے۔

"بُل، بُل، اگئی اونکار رکھ لیتے ہیں۔" رشیدن
جنت بولہ

”مہلائٹ ہاؤن میں آکے آپ کسی سے بھی پُچھ یہ نور دین قیصری والوں کی کوئی خدمت کیا ہے؟“

مغور اور بڑا ایک بار پھر فیکٹری کا ذکر من کر رہب
بت آہن ہے۔ ”

مک اسیں۔

کوئی نکتہ ضرور اخھائیں گے۔

نہیں بنتے نہیں

”اگر یہی حال رہا تو ہو چکی کشمالة کی شادی۔“

مگر آکے انہوں نے میاں کے سامنے بھڑاس نکالا

”کوئی بات سے بھلا؟ اپنے بھملے رشتؤں میں کیرے نکال کر ہمیں بھی ٹکناہ مگار کر رہی ہیں۔ خاندانی لوگوں کو نکلے کی باتیں سنادیتی ہیں۔ یہی حال رہا تو اس مگر میں رشتے آتا بند ہو جائیں گے۔ ایک مینے میں سہ تیرا اچھا رشتہ تھا جو یواں کی وجہ سے ہاتھ سے نکل گیا۔ لوگوں کی لڑکیاں رشتؤں کے انتظار میں بیٹھی رہتی ہیں۔ ایک ہماری ہے، ایک سے بڑھ کے ایک عمدہ رشتہ پیار پیار برس رہا ہے اور ہم کفرانِ نعمت کر کے اللہ کو تاراض کر رہے ہیں۔“

اب فتح الدین بھی کچھ سوتھے ہے مجبور ہوئے بوا کیاں جا کے سنجیدگی سے سمجھانے کی کوشش کی۔ ”کلام کوئی بھی چھوٹا پایا برا نہیں ہو تا بوا۔ عزت کردار سے بولی ہے شیخ سے نہیں، دُغیرا و دُغیرہ۔“

”تمہاری آنکھوں میں تو تمہاری جورونے جادو کی سلائی پھیر رکھی ہے میاں جو اس کی زبان بول رہے ہو۔ غصب خدا کا، دالی گیری کرنے والے کو ہم لڑکی دے دیں۔“

”وہ ایک قابلِ ذاکر ہے بوا۔“ وہ جرز بز ہوئے ”بناؤ پرے۔“ انہوں نے اپنا سیکھ کلام دہرا لایا۔ ”بڑا آیا ذاکر کہیں کا۔ میں بھی کہوں، لونڈے میں ادب شرم کیوں نہیں تھے۔ اب پتہ چلا کام، ہی ایسا ہے کے شرم کھوئی تھے اس نے او تاؤ ملیا مگر رے لی اس کی یہوی پہ جب میاں کو غیر عورتوں کو نٹولتا نیکھے لی اس کی ”لا جوں والا۔“ فتح الدین خالق ہو کے انہوں کے لئے

”لڑکا بینک میں ملازم ہے۔ بلکہ ملازم کیوں بنے کہا۔“

صفور اپنے ماں کی جان چھڑائی۔

”زیکھو آج تھیلے میں سے کون کی ملی باہر آتی ہے؟“ کشمالة نے لہروالوں کے نکتے ہی سرد آہ بھرئے

نہیں بنتے نہیں

”جانے نہیں ہوا۔ گل سے میں خوب منجع کرنے کی تھیں۔
ابھی وہ عملی تھے میں واپس آبھی تھا۔“

تھے تھے۔

مغورا نے تسلیم دن گھنٹہ ایک فتنے بعد ہی واپسی
چکیں اور وہ بھی من رکھ کر تو ہم کے باہم تو یہ چوڑا
”کیا یہ وہ اکابر نے کھیکھ لیا ہے؟“

”وہیں کہ کہ واپسی کی تھیں تھے۔“ تھا اپنے
دو اب رہا۔ کشمکش۔ تو پھر کہنے کے قابل ہیں نہ تسلیم۔
اگدا تھا اب روئیں کہ اب رکھ کی۔

”کیا یہ پھونومنہ سے کیا ہو گکیا؟“ یہ اکابر بھی ہواں
اٹھنے لگے۔

"اپنی" ہمارے ساتھی دعویٰ کا ہوا ہے "بجنے کشماں کو دیکھ اور تم روئی سے کہتے ہوئے کہنا۔
"بائے لندن" — "محضورانے میں پہنچ رکھ لیا۔
"بہم جس اسنوار سے شانگ کر رہے تھے ویس" وہیں پہنچانے کے ہونے والے دلماں بھی آئے ہوئے
تحت ایتھے بل کی سیاہی لے کر بن نیو گور منشیں پاٹھیں

مکالمہ خواجیں ذا بخش کے معروف نازوں

- ۱۵۵ دل پہنچ کر بستہ۔ بجت مٹھد۔

۱۵۶ ہر پڑے تو بند ہے گورنگ۔ مانگتے۔

۱۵۷ وہ بمبیں سوچاں ہیں۔ نیسندہ پڑے۔

۱۵۸ بت خروہ بول۔ منڑائے۔

۱۵۹ اینکھ نشید اور بنت۔ میتیاں اد۔

۱۶۰ خاتمہ کا صدر فسٹائیکر پیشہ ڈا۔

مدرسہ سروری، آئندہ بیہق، عوامیت جماعتی نیشنل پسٹ گریجویشنز
شائع ہو گئے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَكْتَبَةُ عَمَّارِ دَائِبِكَشْتِ كَرَاجِتْ

”بیو ابست بڑا کارو بارہے یہ۔“ ناٹسیں
”اگر بتے کے چیر کا؟“
”اُرے، آپ کے بُل کیا رائے سے ہو رہتے ہیں۔
پتو نے مندی قمیں گھولی آپ کے لیے؟ مائزے ماں
”
وہ باستبدل کے اپکار نے آٹسیں۔
گھرانہ اصحا تھا۔ لرنا خوبیوں بھی تھا، عمر بھی کافی
تھا، میں، اتحا میں برس رہی ہو گئی اس لیے بُوا بھی
بُل گھنیں اور شادی کی تاریوں میں گھن ہو گھنیں۔
مشق و غیرہ کے جھنچت کے بجائے اتریکت شادی کی
تاریخ رکھی تھی اور وہ بھی دو ماں بعدی کی بُوا ایک بُدر کریمگی اور

سابقہ ریکارڈ سے خوفزدہ صوراً مستثنی کا خطروہ مول نہیں
ایسا چاہتی تھیں۔
وہ کام عرصہ اتنی بھرپور مصنوعیات کے دوران چیزے
پر لگ کے اڑ گیا۔ بوابیں ہیں اور جانا بھول گھشیں۔ تینی
چین سے تیاریوں میں باختہ بنارہی تھیں۔ صوراً اور
کشمکش کے ساتھ ان کے سارے اختابات جانے
کہاں کم بوجائیں گے تھے۔ اب تو صوراً خود نہیں چاہتی
تھیں کہ وہ شادی سے پلے یہاں سے جائیں۔

کشمکش کو ہاں بھانے سے وہنے ملے می بات
بے جبوہائے کے ساتھ شاپنگ کے لیے گئی۔
۲۳ سے یہو تو۔ بکان گھول کے سن اور لڑکیوں
بازار بازار کی خاک چھانے می تو کوڑی دستیا نہیں آئے
گھا۔ پہنچا کار برسے مگی پھٹکاڑ۔ گھر بخواہا سے ”
”بس بوا! آج آخری بار۔ آج اسے کچھ پر عل
شاپنگ کرنی سے اور عروی ہوڑا بھی بوتیک سے ایسا
ہے۔ وہیں یہ تھیک کرنا ہو گا کہ فٹنگ و غیرہ تھیک ہے یا
نہیں تاکہ کوئی کمی میشی۔ ہوتا سی وقت تھیک کر دالیا
جائے گھا۔ بس اس کے بعد اس کا جانا بند۔ ویسے بھی
پرسوں ہاں بھمارتا ہے۔ ”

ماں کے اسی مدارس میں
”ایک تو یہ تمہاری بھو، ہریات میں کوڈرٹلی ہے
ورنہ میں کشمکش کو نکلنے نہیں دینے والی قسمی۔
بلہ۔“

تماکہ بوا کجھی کشملا کی شادی نہیں ہوئے وہ پندرہ کی
چاہے اس کے لیے انہیں اپنا یہ سوں پر ادا اصراف نہیں
کیوں نہ تو زنا پڑے یعنی اپنی باتی کی ساری زندگی اسی
ایک گھر میں کیوں نہ گزاری پڑے۔

”دھنی ہوں مل۔ سب تے یہ اپی سمن پالی کرنا۔
یہں۔ مل ہوں میں کشملا۔ کی۔ یوں اس کی زندگی
برپا ہوئیں، دنے دوں کی۔“

انہوں نے مل ہی مل میں کوئی ارادا باندھا اور نہ
خون سیٹ گھیت کر ایک بار پھر رشیدن کا نمبر نام
لکھیں۔

20

جب لڑکے والے کشمکش کو دیکھنے آئے تب بھی بوامی بجود نہ تھیں، جب یہ بردخونے کے لیے مگر، تب بھی بوآ آگے آگے لیکن اس بار ع恂ورا نے ایسا پانچا انتظام کیا تھا کہ بوار گنگ میں بجنگ ڈال ہی نہ سکیں۔ انہوں نے کوشش تو بمت کی۔ جب ان کے پوچھنے پر

”بھارا لڑکا ہمار منش اور ہوزری کا بزنس کرتا۔“

تو اس سے سلسلے کر دیا گھار منش اور بوزری کے
بزنس کی مکمل تفصیلات لیتیں۔ غفورا نے کمال
بو شیاری سے موافق بدل دیا۔ اس بار انہوں نے
رشد بن کے ساتھ ساتھ مائیں، شیری اور فتح الدین کو
بھی مکمل اعتماد میں لے لیا تھا۔ سب کو تختی سے مانگی
کی تھی کہ بوا کو ہرگز ہرگز گھار منش والے بزنس کی
تشریخ اور مطلب نہیں بتانا۔

”اُن پاکیاے مژد کارزی ہے بھر کے مسترد کر دیر
 گی۔ وہ کیا خود سلامی مشین پے گھننا نیک کے کپڑے
 سستا ہے؟ کار گئر رکھے جس۔ روپیہ میڈھ مل بروے
 برو۔ اسپورز پے سلامی کرماء ہے سیری نے خود پتا کروا
 ۔۔۔“

بُوائے بُتھرے ساتھ چیزیاں
”تو جی یہ کہر نہ کیا ملے؟“

وہی کسی سوچ بھر بھر بھر نہیں ہے۔ اتنی جلدی والپیں
نے پڑیں کاہتوں نہ کا۔ اس نے معنی خیر نگاہیوں
سے کسما۔ وہ کمھ۔ وہ بے دن سے کندھے اپنکاتی
اپنے کمرے میکھتی تھی اور فٹک سے دروازہ مزد کر دیا۔
”تمہ کملتی ہیں پہ بنا۔“ آنکھ فتح احمدین بھی
صغورا کے بعد اصرار پر رہائی کئے تھے اور خالیے
زخم رہتے تھے شاید صغور ”کائنیں ساتھ لے
جاتے ہو مقدمہ میں یکی تھا کہ انسیں اپنی عزیز از جان
چہ بھی کی حرث تو کہاں ازوہ ہو گئے
”تمہ اس نامراہ رشیدن نے کی ہے نہن،“
غمزہ میں یہ رہی ہے تھا اونچی پنچ کے لیے
”بہ، رہنی پچ اتنی پچ بھی سیکھ رہی۔ باہم سے
اوپر کی ہو رہی ہے۔ وہ بادہ سل کے فرق سے کچھ
شیں ہے۔“ چوہیں چکنیں بریں کاڑیں پاگیں الپے پیرول پہ
ھڑا ہو گئے۔ آخر اچھیں یقین حاصل کرتے گرتے انہا
مازامت ملتے ملتے معاشرے میں باہر مقتام حاصل
کرتے کرتے مروں تک پشتیں کاہوی جاتا ہے۔“
 صغور اما و تمہ اڑنے۔ اتنی آنکھ

”خدا کی مار نہیں پہنچتیں؟ پینتا ہیں سے ایک
دن کہ نہیں تھا۔ چند ڈنہ بھلے بھلے تھے۔ اور سے
ٹھکل دھورت۔ تو۔ پیاس سی آئھیں، بیلنے سے

بہت ہے۔ ایسے بیتے میں میند ب اونڈھا راپڑا ہو۔
کھدا کے لئے یہی روگ کیا ہے کیا۔ ”
یہ ”نیکھر ہے جس پر چاند مغورا نے میاں کی جانب
نیکھم آنسو نگھم کے معاشر۔

"امیدوار اس کے پیشے اور خاندان میں زعفران نے
بھی ختم - اُن سکاتا تھا کہ بھائی صورت میں
نہ ہے ؟" شہزادہ اکبر

”خُبَرْ“ — شکل و صورت تو شنونی چیزیں ہیں مگر
— ”عُجَمِ امَّرِیْنَ“ نظریں جو آتے ہوئے آہنگی
سے مدد

لیکن معموراً کے لیے میں ہم بہذ کئیں۔ ان بہذ

انڈر گارمنٹس کا بڑس کرتے ہیں۔“
کشمکش پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے مال کے
گلے لگ گئی۔ جو خود بھی حق دل تھیں جبکہ بامائدے
تفصیلات جان رہی تھیں۔ کون سے گارمن؟ موئے
انڈے گارمن؟“

بیتہ بیتہ بیتہ

”جو ہونا تھا ہو گیا۔ تمہارے ابا تک یہ بات نہیں
پہنچنی چاہیے۔ وہ ایسی بالوں کو اہمیت نہیں دیتے۔ الثا
بگڑس کے کہ شادی سے ایک ہفتہ پہلے یہ بد مری کیوں
پہنچ لائی؟ شادی کے کارڈ تک بٹھے ہیں۔ اب تو ان
لوگوں سے ان کی غلط بیانی پہ باز پرس گرنے کا بھی فائدہ
نہیں۔ میں وہ بر امان کے۔“
”اپنی میری دستیں میرا مذاق اڑائیں گی۔“ وہ
روئے کلی۔

”مت اشتخار لگوانا تم۔“ انہوں نے ڈانٹ کر
خاموش کرایا۔

”غشہب خدا کے“ زیر جامے بنانے اور دکان دکان
بینے والے کو اب ہمارے ہر لئے کے داماد کا رتبہ ملے گا
— مولاکی شان۔“

بوا کے تو اس وقت سے آگ لگی تھی۔

”اور کام لوار ازداری سے۔ اور پر دے ڈالوئندی کو
گھوڑا شہریز کے کو ایسا انڈہیر پختا۔ لو تاؤ بھلا۔ وہ
شیری کو اس جانب آتا دیکھ کے انہوں نے جلدی
سے منہ پر ہاتھ در کھا۔

”ہمیں تو اپنے بچوں کے سامنے ذکر کرتے بھی جیا
آؤے اور بچی کو عمر بھر گزارا کرنا سے۔“

”زندگی میں تپیلی بار کشمکش کو چلتیزی بوا اپنی بچی
بھر دلگیں۔ وہ ان کی کھو دیں میں سر چھپا کے لیٹھ گئی۔“

جس جوش و خروش سے وہ پہنچ دو ماہ سے معروف
تمہیں، وہ جھاگ کی طرح بینہ گیا۔ نہ انہوں نے ماں

آن خواتین ہیں جسے